۷۸۶

نیکے تمغہ نشاں ہے خداوند قدیر چشم بکشا کہ بر چشم تشنہ بیں پیام

دوستو اک نظر خدا کیلئے

بعونہ تعالےٰ

رسالہ موسومہ بہ

بنگال کی دلجوئی

جس میں اس زبردست پیشگوئی کا ذکر ہے جو اُس زمانہ کے مامُور
عالیجناب حضرت **مرزا غلام احمدؑ** صاحب نے حکم تقسیم بنگال پر
فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں شائع کی ۔ اور جس پیشگوئی کو ہز مجسٹی ملک معظم نے اپنی زبان مبارک سے ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء
کے اعلان میں پُورا کیا

علاوہ ازیں اِس میں وہ پیشگوئیاں بھی درج کی گئی ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے جاپان ۔ ایران ۔ ٹرکی جنگ طرابلس وغیرہ کے متعلق موجودہ انقلابات زمانہ سے بہت پہلے فرمائیں جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئیں

از

خواجہ **کمال الدین** صاحب وکیل چیفکورٹ پنجاب لاہور مصنّف کرشن اوتار ۔ تبلیغ بہ نظام ۔ اسوۂ حسنہ ۔ وافترا وغیرہ

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں مولوی عبدالحق صاحب کے اہتمام سے چھپا

بجائے مہر نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بچشم نشانیٔ کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اِس مادہ پرستی کے زمانہ میں جب تقریباً کل کی کل دنیا اسباب دنیا کی تلاش میں منہمک ہو کر خدا کی یاد دلوں سے عملاً بُھلا رہی ہے۔ عجب نہ تھا کہ خداوند عالم اصلاح عالم کی خاطر اپنی سُنت قدیمہ کے مطابق از سر نو دُنیا کو اپنی ہستی کا ثبوت دیکر اپنی یاد دنیا میں پیدا کرے۔ ... برس کے قریب گذرے جب لارڈ کرزن صاحب ویسرائے ہندوستان نے اُن خاص مصالح ملکی کے ماتحت جنکا احساس غالباً ۱۸۶۷ء میں ایام وزارت لارڈ نارتھ کوٹ صاحب بہادر سے شروع ہو چکا تھا۔ آخر کار مُلک بنگالہ کے متعلق وہ حکم نافذ فرمایا کہ جس سے بنگال کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ تقسیم اگرچہ زیادہ تر انتظام ملک میں سہولت پیدا کرنے کے لِئے وقوع میں آئی تھی۔ لیکن اِس کا جو اثر اہل بنگال پر ہُوا۔ اور اُس سے جو نتائج پیدا ہوئے وہ محتاج تشریح نہیں تقسیم بنگال کو اہل بنگال نے ایک قومی صدمہ سمجھا۔ اور اِس صدمہ کا اظہار جائز اور ناجائز طریق پر کیا گیا۔ اگر ایک طرف ایجیٹیشن اور پولیٹیکل جلسوں کے ذریعہ ملک میں شور کیا گیا تو دوسری طرف قتل۔ ڈکیتیاں۔ بلوے۔ بدامنی۔ فساد قیمتی سے قیمتی جانوں پر حملے۔ الغرض طرح طرح کے جرائم اور بدعملیوں نے اِس رنج و صدمہ کے اظہار کی صورت اختیار کی۔ یہ حکم اگر کسی چھوٹے موٹے افسر کا ہوتا تو شاید ملک کی یہ خطرناک حالت اسکو قابل ترمیم ٹھہرا دیتی۔ لیکن یہ حکم نہ صرف ایک بادشاہ کے نائب کا ہی حکم تھا

کہ جس کی تائید میں وزیر ہند کی اجازت بھی تھی اور اس لئے بنگالی شور شر پر ایسے حکم کی ترمیم و تنسیخ شاہی رعب اور ملکی سیاست کے منافی تھی بلکہ یہ حکم اُن مصالح حقہ پر بھی مبنی تھا کہ جن کا نفاذ بریسیڈنسی بنگال کے حسن انتظام کے لئے ازبس ضروری سمجھا گیا تھا۔ پریسیڈنسی بنگال میں ملک بنگال کے علاوہ بہار اوڑیسہ چھوٹا ناگپور کا جمع ہو جانا انتظامی مشکلات کا موجب ہو کر عمائد سلطنت کو مدت سے تقسیم بنگالہ کی طرف راغب کر رہا تھا۔ بالمقابل تقسیم بنگالہ کی مخالفت میں بنگال یا غیر بنگال اہل الرائے اصحاب کی طرف سے جو کچھ کہا سنا گیا اُس میں کبھی کوئی ایسی وزنی بات نہ تھی کہ جس سے گورنمنٹ کے اس فعل پر جائز نکتہ چینی ہو سکتی اور حق تو یہ ہے کہ تقسیم بنگالہ کے مضرات جو بروقت تقسیم اہل الرائے طبقے کی طرف سے بیان کئے گئے وہ مشتعل شدہ طبائع کے وہم اور خیالات کا ہی نتیجہ تھے۔ دراصل وہ واقعات ابھی اس ملک میں پیدا ہوئے تھے کہ جس سے بنگالیوں کی یہ شکایت جو بالکل وہمی تھی حقیقی ہو جاتی۔ اس لئے ایسے وقت میں گورنمنٹ نے بدامنی کو انارکزم کی حالت تک دیکھنا قبول کیا لیکن شاہی سیاست نے گورنمنٹ کی پالیسی میں تبدیلی گوارا نہ کی۔ اہل بنگال اپنی جائز اور ناجائز کوشش میں ناکام رہے۔ گو لارڈ کرزن کا اچانک چلے جانا اور اُن کی جگہ لارڈ منٹو جیسے مرنجاں مرنج انسان کا آنا۔ لارڈ مارلے جیسے حکیم مزاج انسان کا عنان وزارت ہند کو ہاتھ میں لینا بنگالیوں کے لئے موجب اطمینان ہوا۔ اور ان دو مدبران سلطنت نے مفید سے مفید احکام ہند میں جاری کئے لیکن تقسیم بنگال کے متعلق جب کبھی ان عالی مرتبت عمال سلطنت کو رائے ظاہر کرنے کا موقعہ ملا۔ انھوں نے اس حکم تقسیم کو پتھر پر لکیر ہی بتلایا۔ عین ایسے وقت جب اس حکم نے قطعیت کا رنگ اختیار کر لیا اور اہل بنگال کو اُنکی

ترمیم سے ہمیشہ کے لئے مایوس کر کے ان کو کوتاہ ہتھیاروں پر لا اُتارا خدائے علیم و قدیر کی مقتدر آواز ذیل کے پُرسطوت الفاظ میں خدا کے ایک خاص الخاص بندہ پر نازل ہوئی :-

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی"

اور کیا شان رہی ہے۔ آج تقریباً چھ برس کے بعد یہ الفاظ لفظاً لفظاً اور معناً معناً پورے ہو گئے۔ ان مقدس کلمات میں یہ امر نہایت ہی غور طلب ہے۔ کہ ان الفاظ سے یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ وہ حکم آخر کار منسوخ ہو گا۔ کہ جس نے بنگالہ کو تقسیم کر کے بنگالیوں میں شورش پیدا کر رکھی تھی۔ بلکہ یہ الفاظ کسی ایسی ترمیم کا پتہ دے رہے ہیں۔ کہ جس ترمیم کو کسی آیندہ وقت پر گورنمنٹ اہل بنگال کی دلجوئی کے لئے اختیار کرے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی میں تقسیم بنگالہ کی منسوخی یا بحالی کا اشارہ ہوتا تو اسے عقلیہ قیاس پر مبنی قرار دینا عین صحیح اور درست ہوتا۔ کیونکہ سیاسی نکتہ خیال جہاں ایک طرف اس کی بحالی کی سفارش کر رہا تھا وہاں ملک کی شوریدہ سری اس تقسیم کے منسوخ ہو جانے پر طبائع کو متوجہ کر رہی تھی۔ لیکن یہ پاک الفاظ کسی نجوم رمل یا حکیمانہ اٹکل بازی کے ماتحت نہ تھے بلکہ یہ اُس علیم اور قدیر خُدا کے مُنہ بولے الفاظ تھے کہ جس کے علم میں وہ وقت آنے والا تھا جب یہ حکم تقسیم بعض نئے واقعات کے پیدا ہو جانے پر گورنمنٹ کے نزدیک بھی ایک حد تک اہل بنگالہ کے لئے مضر ثابت ہو گا۔ اور پھر اس وقت اہل بنگالہ کی دلجوئی اسی میں سمجھی جاویگی۔ کہ اس کا ضرر رساں حصہ ترمیم کر دیا جاوے۔ کیا سنہ ۱۹۰۶ء میں کوئی شخص گورنمنٹ کو یقین دلا سکتا تھا کہ یہ حکم ایک دن فی الواقع قابل ترمیم ہو کر اہل بنگالہ کی دلجوئی اُن سے چاہیگا۔ سنہ ۱۹۰۶ء تک تو خود بنگالہ کے اہل الرائے

کھلے کھلے الفاظ میں کسی حقیقی مضرت کا پتہ نہ دے سکتے تھے جو تقسیم بنگالہ اُن کے لئے پیدا کرنے والی تھی تو پھر اس وقت وہ کس دلجوئی کے مستحق سمجھے جاتے۔ یہ تو ۱۹۰۶ء سے کئی سال بعد جب مجلس واضعان قوانین ہند کے متعلق لارڈ مارلے کی نئی تجویز نیابت نے کماحقہٗ عملی لباس پہنا تو یہ تقسیم بنگالہ گورنمنٹ کی نگاہ میں بھی اہل بنگالہ کو ضرر رساں نظر آنے لگی۔ اور اُن کی شکایت جو ۱۹۰۹ء تک وہمی نظر آرہی تھی ۱۹۱۰ حقیقت کی صورت اختیار کرنے لگی اور جس کی طرف موجودہ وائسرائے کی گورنمنٹ نے خیال کیا اور قدرتی طور پر کسی ایسی تجویز کی فکر میں لگ گئی۔ کہ جس سے اہل بنگال کی دلجوئی اُس حکم کی نسبت ہو جاوے۔ جو پہلے جاری ہو چکا تھا مقام غور ہے۔ کہ کئی سال بعد نئے واقعات نے پیدا ہو کر گورنمنٹ سے وہ کرانا چاہا جو خدا کے بولے ہوئے الفاظ ۱۹۰۶ء میں بتلا رہے تھے۔ کہ

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب انکی دلجوئی ہوگی"

یہ الفاظ ایک ایسے وقت بولے گئے جب وہ حکم نہ مضرت رساں سمجھا جاتا تھا اور نہ اُس کے متعلق کسی دلجوئی کی ضرورت تھی +

یہ امر ایک طالب حق کے لئے اور بھی ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا۔ جب اسے معلوم ہوگا کہ حضور وائسرائے بہادر نے یہ ترمیم جو لارڈ کرزن کے حکم میں تجویز فرمائی ہے۔ اس سے بھی زیادہ تر ان کی غرض وہی دلجوئی ہے کہ جس کی طرف خدا کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں۔ یہ میں کسی واقعہ سے بطور نتیجہ اخذ کر کے نہیں کہتا بلکہ حضور وائسرائے نے خود بھی یہی امر ظاہر کیا ہے۔ حاشیہ[1] میں چند فقرات

---

[1] While its removal from Bengal is an essential feature of the Scheme we have in view for allay-

میں نے اس مراسلہ سے نقل کردیئے ہیں۔ جو لارڈ ہارڈنگ اور اُن کی کونسل کی طرف سے
وزیر ہند کی خدمت میں تبدیلئ دارالخلافہ اور ترمیم حکم تقسیم بنگالہ کے متعلق چار ماہ ہوئے
اگست میں لکھا گیا۔ ان اقتباسات میں لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر صاف اور صریح
الفاظ میں تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ اہم تجویز جو ہمارے زیر نظر ہے۔ اس کا ایک بھاری
مقصد اہل بنگالہ کی دلجوئی ہے۔ یعنے وائسرائے بہادر اس تجویز سے اُس زخم پر
مرہم لگانا چاہتے ہیں جو تقسیم بنگالہ نے اہل بنگالہ کے دل پر لگا رکھا ہے۔ اور
وائسرائے اور اس کی کونسل کے نزدیک دربار دہلی سے بہتر موقعہ اس دلجوئی کا نہیں

Remaining foot note

-ing the ill-feeling arroused by the partition of Bengal x x x x x x x x x x x x x x x x x x x x x x The Bengalees might not of course be favourably disposed to the proposal if it stood alone ..... but as we hope presently to show they should be reconciled to the change by other features of our scheme which we specially designe to give Satisfaction to the Bengolee sentiment. Various circumstances have forced upon us the conviction that bitterness of feeling engendered by the partition of Bengal is very great. Everyone with any true desire for the peace and prosperity of the country must wish to find some measure of appeasemen if it is in any way possible to do So. We feel bound to adimit

مقام غور ہے کہ شہنشاہِ معظم کا نائب اس عظیم الشان انقلاب کی جو تبدیلئ دارالخلافہ کے
ساتھ وابستہ ہے ایک بھاری وجہ اگر بتلاتا ہے تو وہی **دلجوئی** اہل بنگال جیسے
خدا کا نائب آج سے چھ سال پہلے بر بناء الہام ربانی بتلا چکا ہے۔ اور یہ
دلجوئی حکام بالادست کی نگاہ میں کچھ ایسی اہم سمجھی جاتی ہے کہ ایک سرکاری
دستاویز میں مختلف پیرائوں میں اس **دلجوئی** کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ اور پھر
اس دلجوئی کا اظہار دنیا کا سب سے بڑا عظیم الشان بادشاہ جو زمین پر خدا کا سایہ
ہے اپنی خوشی کے بہترین وقت میں کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اسلئے ہوتا ہے
کہ اُس خداوند خدا کے بولے ہوئے الفاظ پورے ہوں جو حاکموں کا حاکم اور
بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اب اے دنیا کے ہوشمندو اب تم خود ہی بتلاؤ کہ آج
سے چھ سال پہلے کِس طرح ان واقعات کا صحیح اور سچا علم ایک تم جیسے انسان
کو حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ تقسیم بنگالہ کے بعد بنگالہ کی شوریدہ
شورش اس تقسیم کو قطعاً منسوخ کرا دیتی اور اس قسم کی پیشگوئی ایک جائز اور
صحیح حکیمانہ قیاس ہوتا۔ لیکن پیشگوئی کے الفاظ تو یہ کہتے ہیں کہ اس حکم تقسیم
کے بعد اب گورنمنٹ کسی دلجوئی کے فکر میں لگ جاوے گی۔ یعنے کوئی ایسے امور اختیار
کرے گی کہ جس سے کسی کے صدمہ رسیدہ دل کے زخموں کا اندمال ہو۔ تم خوب
جانتے ہو کہ بکر کو اپنے فعل کے بعد زید کی دلجوئی کا خیال اُسی وقت ہوگا جب
بکر کے علم میں اُس کا فعل زید کے حق میں کسی نہج پر تکلیف رسان ثابت ہو جاوے

Remaining

that the Bengolees are labouring under a sense of real
justice which we belive it would be sound policy to remove without
further delay. The Darbar of Dehli affords a unique occasion
for rectifying what is regarded by the Bengolees as a grevious wrong.

میں نے ابھی دِکھلایا ہے کہ گورنمنٹ کے نزدیک تقسیم بنگالہ کی ایک بھاری غرض یہ تھی کہ اُس بڑے علاقہ کے اِنتظام میں سہولتیں پیدا ہو جاویں کہ جس میں بنگال بہار۔ اوڑیسہ اور چھوٹا ناگپور۔ کِسی پیشینی مصلحت کے ماتحت شامل ہو چکے تھے لہذا اُس تقسیم سے اہل بنگال کا نقصان ہی کیا تھا اور اُن کی دلشکنی ہی کیا ہو سکتی تھی کہ جس پر دلجوئی کا فکر ہوتا۔ عِلاوہ ازیں جیسے کہ اوپر لِکھا گیا ہے خود بنگال کے ایجی ٹیشن پھیلانے والے کبھی کِسی معقول نقصان کی طرف اشارہ نہیں کر سکے جو تقسیم بنگالہ نے ان کو دیا تھا۔ یہ تو نئے واقعات نے پیشگوئی کے چند سال بعد پیدا ہو کر اس حکم تقسیم کے مضرات ظاہر کئے۔ دوسری طرف تقسیم بنگال اپنے خاص فوائد سے بھی خالی نہ تھی۔ اِس لئے ضروری ہوا کہ جہاں ایک طرف اس حکم کی اصلی غرض کو بحال رکھا جاوے وہاں اُس کے ضرر رساں حصہ کی ترمیم کر کے ضرر رسیدہ بنگال کی **دِلجوئی** کردیجاوے لہذا ۱۹۱۰-۱۱ء میں واقعات نے پیدا ہو کر اُن الفاظ کو پورا کیا جو ۱۹۰۶ء کے آغاز میں ایک مرسل ربانی کی زبان پر جاری ہوئے کہ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُن کی دلجوئی ہوگی"...... کیا اِن الفاظ میں بذات خود ایک اقتدار اور شوکت نہیں جو ایک مقتدر صاحب اختیار بادشاہ کی طرف سے ہی آئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور عجیب شان ایزدی ہے کہ ان الفاظ کو پورا بھی مقتدر بادشاہ کے ذریعہ سے ہی کروایا جاتا ہے +

کیا یہ پیشگوئی کِسی نجوم اور رمل کا نتیجہ ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ خدا تعالےٰ کی ایک مصلحت نے لیکھرام والی پیشگوئی کے پورا ہونے پر اس مُلہم ربانی کی خانہ تلاشی کرا کر زمانہ پر ثابت کر دیا کہ اُس کا گھر آلات نجوم یا اس فن کی کتابوں سے

نوٹ۔ دیکھو اُردو ریویو آف ریلجنس ماہ فروری ۱۹۰۶ء۔

بالکل خالی تھا۔ علاوہ ازیں کیا کسی نجومی کے کسی پرشن میں آج تک ایسی صفائی اور باریکئ علم دیکھی گئی۔ کہ وہ آج سے چھ سال پہلے یہ کہہ دے کہ حکم تقسیم کے متعلق گورنمنٹ کوئی ترمیم کر کے اہل بنگالہ کی دلجوئی کرے گی۔ اور وائسرائے اپنے مراسلہ میں ترمیم حکم تقسیم بنگالہ کی ایک بھاری وجہ اہل **بنگال کی دلجوئی** ہی بتلائے۔ کیا وائسرائے جیسے مدبّر کو اَور بہتر وجہ تبدیلی دارالخلافہ کی نظر نہیں آسکتی تھی۔ لیکن نہیں وہ ایسا کر ہی کیسے سکتا تھا وہ تو اُس مقتدر ہستی کی منشا پورا کرنے کا ایک ادنےٰ غلام تھا۔ کہ جس کے بولے ہوئے الفاظ **بنگال کی دلجوئی** چاہتے تھے۔ اور میں پوچھتا ہوں کہ تقسیم بنگالہ کے حُکم نے تو ایک خطرناک تہلکہ ملک میں مچا رکھا تھا۔ جس کی طرف خورد و کلاں کی نگاہ تھی۔ اور یہ ملک تو رمل اور نجوم کی کان تھا جہاں اس فن کے ماہر اور مُدّعی اب بھی موجود ہیں۔ جو آئے دن ہر قسم کی پیشگوئیاں کیا کرتے ہیں۔ تو پھر کیوں اس تقسیم بنگالہ کے متعلق اس کی بحالی یا منسوخی یا ترمیم کے متعلق کسی رمال یا نجومی نے کوئی ایسی پیشگوئی نہ کی جو اس طرح صاف اور باریک طریق پر لفظاً اور معناً پوری ہو جاتی۔ لیکن اے ہوشمندو یاد رکھو کہ ایسی مقتدرانہ اور پر شوکت پیشینگوئیاں اُن لوگوں کے سوا جو عالم الغیب ہستی کے ساتھ شرف مکالمہ رکھتے ہیں کوئی دوسرا ہرگز نہیں کر سکتا۔ نجومیوں کے بولے ہوئے الفاظ عمومیت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جس میں تعبیر کے وقت کھینچ تان کی گنجائش ہوتی ہے۔ ہاں خدا کے بولے ہوئے الفاظ ایسے صاف اور بیّن ہوتے ہیں۔ کہ اُن کے پورا ہونے کے وقت سے پہلے اس کے معنے خواہ کوئی کچھ کرے لیکن جب وہ پورے ہوتے ہیں تو اپنے صحیح اور صاف معنوں میں لفظاً اور معناً پورے ہُوا کرتے ہیں۔ اور یہ خدا کی عجیب شان ہے کہ حضرت اقدس **مرزا صاحب** علیہ الرحمۃ کی کل کی کل پیشگوئیوں کا یہی حال ہوا ہے

اور میں عرض کرتا ہوں - کہ اس ایک پیشگوئی پر کیا منحصر ہے میں آپ کو چند اور پیشگوئیاں بتلاتا ہوں جو ان پولیٹیکل انقلابات کی طرف اشارہ کرتی تھیں جو ان پیشگوئیوں کے بہت بعد دنیا میں پیدا ہوئے اور جن کی طرف کل دنیا کی توجہ منعطف ہو رہی ہے - اور پھر یہ بھی سوچو کہ ان انقلابات کے متعلق کبھی کسی منجم یا رمال یا پولیٹیکل قیافہ شناس نے دنیا کو پیش از وقت بیّن طریق پر اطلاع دی - یا اس خدا کے برگزیدہ نے یہ پولیٹیکل پیشگوئیاں بھی کیں کہ جس کی پیشگوئیوں کی تعداد دس ہزار سے بھی اوپر ہے - کیا آج سے چند سال پہلے ایشیائی اقوام و ممالک میں کوئی ایسی قوم یا ملک تھا کہ جس پر لفظ طاقت[1] کا اطلاق صحیح معنوں میں ہو سکے - ۱۸۵۷ء کے بعد ایشیائی سلطنتیں دن بدن کمزور ہوتی گئیں - اور ان میں کسی کی پولیٹیکل اہمیت اس قسم کی نہ رہی - کہ اہل یورپ اُسے دنیا کی طاقتوں میں شمار کریں - لفظ طاقت - مشرق سے منتقل ہو کر مغرب کے حصہ میں چلا گیا - اور آج سے چند سال پہلے صرف مغربی اقوام ہی طاقت کے لفظ سے ملقب ہونے لگیں - اور اُنہیں کا حق ہو گیا کہ وہ روئے زمین کی کسی طاقت کو طاقت سمجھیں اور اُن کے نزدیک آج سے چند سال پہلے مشرق طاقت سے خالی ہو گیا - لیکن اُسی خدائے لایزال نے ایسے وقت میں اپنے اس زمانہ کے مامور کو اطلاع دی - کہ **عنقریب مشرق میں[2] ایک طاقت ہوگی** - اور اس کے ساتھ ہی **کوریا کی حالت خطرناک ہو جاوے گی** - الہام میں اس **مشرقی طاقت**

---

[1] طاقت جس کا مترادف انگریزی زبان میں Power ہے - کسی ایسے ملک یا قوم پر بولا جاتا ہے کہ جس کی پولیٹیکل اہمیت کو دنیا کی دوسری طاقتور قومیں تسلیم کر لیں +

[2] **ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت** الہامی الفاظ ہیں

کے ساتھ ہی کوریا کی خطرناک حالت کا ذکر کرکے ایک کھلا کھلا اشارہ تھا
کہ اُس مشرق کی طاقت کے ہاتھ میں ملک کوریا کی قسمت کا فیصلہ تھا۔ کیا
اِس الہام کے شائع ہونے پر کسی کے وہم وگمان میں بھی تھا کہ یہ مشرق کی طاقت
جاپان میں پیدا ہوکر کوریا کو اپنے حیطہ قدرت میں لاویگی اس میں شک نہیں
کہ گذشتہ پچاس سال سے جاپانی صنعت وحرفت کی ترقی میں ہمہ تن مصروف
تھے اور دنیا کو اپنی صنعت وحرفت سے حیران کر رہے تھے۔ لیکن جنگ روس و
جاپان سے پہلے کس کو اُن کی بحری طاقت کا علم تھا یہ تو اُس جنگ کے خاتمہ نے
اہل یورپ سے طوعاً وکرہاً جاپان کو ایک مشرقی طاقت منوایا۔ کیا اِس وقت
کی تقسیم جغرافیہ کے لحاظ سے ایشیا کے ممالک بلاد مشرق نہیں کہلاتے۔ اور
باقی یورپ اور امریکہ غرب میں آجاتے ہیں کیا اِس جاپان کے سوا کوئی اور ملک
یا قوم مشرق میں ہے کہ جسے مغربی اقوام طاقت شمار کریں اور کیا جاپان کی حصول
اہمیت سے صرف ایک سال پہلے بھی کوئی اور سلطنت مشرق میں تھی جسے
طاقت سمجھا جاتا پھر کیا عجیب بات ہے کہ بلاد شرقیہ میں سب سے اخیر مشرق پر
اگر کوئی ملک ہے تو یہی جاپان ہے اِس سے اور مشرق میں جو ممالک یا جزائر
ہیں۔ اُنہیں موجودہ تقسیم جغرافیہ نے بلاد غرب میں شمار کیا ہے کیا الہامی کلمات
"ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت"۔ صاف اور بیّن طور پر اس
مشرقی طاقت کا جاپان ہونا ایک ایسے وقت نہیں بتلاتے جب جاپان کسی گنتی
شمار میں نہ تھا کیونکہ جس طرح جاپان کے سوا اور کوئی قوم مشرقی طاقت نہیں
کہلا سکتی۔ اِسی طرح آج جاپان ہی وہ طاقت ہے کہ جس کے وجود نے کوریا کی
حالت کو نازک کر دیا اور آخر کار اُس کو اپنے ساتھ ملحق کر لیا۔ خدا کے بولے ہوئے
الفاظ کو لفظاً اور معناً پورا کرنے کے لئے مشرق میں ایک قوم پیدا ہوگئی کہ جو

دنیا کی پولیٹیکل طاقتوں میں ایک ہی مشرقی طاقت تسلیم کر لی گئی اور جس کے وجود سے کوریا کی حالت نازک ہوگئی۔

اس مشرقی طاقت کے بعد وہ ملک جس نے پولیٹیکل نگاہوں کو اپنی طرف کھینچ لیا وہ ملک ایران ہے۔ ایران ایک قدیمی تاریخی ملک ہے جس کے بادشاہ زمانہ قدیم سے مشرقی لٹریچر میں لقب کسریٰ سے ملقب کئے گئے ہیں۔ اگرچہ اس ملک کی حالت ایک مدت سے اچھی نہ تھی لیکن یہ بھی کسی کو خیال نہ تھا کہ بہت جلد ایران کا کسریٰ اپنے تخت سے الگ کیا جاوے گا اور شاہی خاندان میں ایک خطرناک تزلزل واقعہ ہو گا۔ لیکن آج وہی باتیں وقوع میں آگئیں جو آج سے چند سال پہلے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔ کیا دنیا کے کسی مہندس منجم نے دنیا کو اطلاع دی تھی کہ ایران کے انقلابات عنقریب محل کسریٰ میں خطرناک زلزلہ پیدا کرنے والے ہیں۔ ہاں خدا کی آواز ایسے وقت میں ہندوستان کے مرسل پر ذیل کے الفاظ میں نازل ہوئی کہ جب ملک ایران میں ہر طرح کا امن و آرام تھا اور وہ آواز یہ تھی "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد"۔ یہ وہ الہام ہے جو ایران کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے جنوری ۱۹۰۶ء میں شایع کیا در اصل یہ ایک بوستاں کا شعر ہے جس میں اُس شاہی خاندان کی تباہی کی طرف سعدی شیرازیؒ نے اشارہ کیا ہے جو بعثت رسول مقبول علیہ الصلواۃ والسلام کے وقت ایران پر حکمران تھا اور جو آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد ہی تخت ایران سے الگ کیا گیا۔ اُسی طرح اُس نبی مکرم صلعم کے اس عالیشان بروزؑ کی بعثت پر بھی جو ملک ہند میں ظاہر ہوا تخت ایران پر جو شخص متمکن تھا وہ اس بروز کے وفات پانے کے بعد ہی اُس تخت سے جدا کیا گیا۔ اور جس طرح اُس نبی مکرم

نوٹ۔ ریویو آف ریلجز مجریہ قادیاں۔ جنوری ۱۹۰۶ء

نے اس تخت کی تباہی کی خبر پیش از وقت دی آج اُسی کے فیض یافتہ شاگرد
نے اپنے وقت میں اسی قسم کی خبر سے دنیا کو اطلاع دی۔ کیا مرزا محمد علی سابق کسریٰ
ایران نے اُس خطرناک پولیٹیکل زلزلے کو اپنے ایوان میں محسوس نہیں کیا کہ جس کا
نتیجہ اُس کی معزولی ہوئی۔ اب اگر یہ واقعات صحیح اور درست ہیں اور ایوان
کسریٰ میں جس سے ایک طرح خود ملک ایران بھی مراد ہے خطرناک زلزلہ پیدا ہو چکا
ہے تو پھر عالم الغیب خدا کے سوا یہ علم جنوری ۱۹۰۵ء میں جب یہ الہامی
پیشگوئی شایع ہوئی کسی اور کو کیسے ہو سکتا ہے۔ ایران کے بعد ملک ٹرکی کو
لے لیا جاوے۔ کم از کم ہمارے مسلمان بھائی ۱۸۹۷ء کے اس اشتہار کو آج تک
نہ بھولے ہونگے جو ایک ٹرکش قونصل متعینہ کراچی کے متعلق جناب مرزا صاحب
نے شایع کیا اُس میں ذیل کے الفاظ قابل غور ہیں۔
"رومی سلطنت میں جس قدر لوگ ارکان دولت سمجھے جاتے ہیں اور سلطنت
کی طرف سے کچھ اختیار رکھتے ہیں ان میں ایسے لوگ بکثرت ہیں جن کا چال چلن
سلطنت کو مضر ہے کیونکہ اُن کی عملی حالت اچھی نہیں × × × × × × × ٹرکی
گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری
سرشت رکھنے والے ہیں۔" اس اشتہار کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت مرزا
صاحبؑ نے ایک اپنی کتاب تریاق القلوب میں ذیل کے الفاظ تحریر فرمائے۔
"سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے
اُس کے ارکان کی اچھی حالت نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں
کے ساتھ انجام اچھا نہیں ہے۔" کیا یہ الفاظ جو آج سے تیرہ چودہ سال پہلے بولے
گئے صحیح اور درست نہ نکلے۔ ان الفاظ کے شایع ہونے کے بعد بہت سے واقعات
ملک ٹرکی نے دیکھے جن میں آئے دن ارکین سلطنت کی غداری ظاہر ہوئی یونان کو

انھیں غداران ملک نے آمادہ جنگ کر دیا۔ اور اگر وقت پر ایک غدار جرنیل اپنے عہدہ سے الگ نہ ہوتا اور فوجی کمان کسی اور کو نہ ملتی تو جنگ یونان میں بھی ٹرکی ضرور خطرناک شکست اُٹھاتی۔ کیا سلطان روم نے ان ارکان سے فائدہ اُٹھایا؟ یا ان ارکان کے ذریعہ **سلطنت روم کا انجام اچھا نہیں** کی کشفی خبر پوری ہوئی؟ کیا یہی غدار عمال پھر ان دنوں حقی پاشا کی شکل میں قوم اور ملک فروشی پر نہیں تلے ہوئے تھے۔ اور ان کی غداری نے اٹلی کے جہاز طرابلس پر نہیں پہنچائے؟ اور ملک رُوم کو خبر تک نہ ہُوئی +

الغرض جو کچھ کشفی رنگ میں اس وقت کے امام علیہ السلام پر خدا تعالیٰ نے آج سے پندرہ برس پہلے ظاہر کیا وہ حرف بحرف پورا ہوا +

ایک بیجا نکتہ چین کہہ سکتا ہے۔ کہ اس پیشگوئی کے الفاظ میں عمومیت کا رنگ ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس وقت سے پہلے کبھی بھی سلطنت ٹرکی میں ایسے غدار اور قوم فروش پیدا ہوئے ہیں جیسے گذشتہ پندرہ سولہ سال میں اس نبوت کے بعد ملک روم نے پیدا کئے۔ اور اگر نہیں تو پھر یہ پیشگوئی کسی مور خانہ قیاس کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ اچھا اس بات کو بھی جانے دو۔ ہم یہاں ایک اور پیشگوئی کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ جس کا وہم وگمان بھی آج سے پہلے کسی فرد بشر کو یہاں نہ تھا۔ یہی جنگ اٹلی اور طرابلس آج سے چھ ماہ پہلے کس کے ذہن میں آسکتا تھا۔ پھر کون خیال کر سکتا تھا کہ شروع میں ہی روم والوں کو مغلوبیت ہو گی۔ اب شروع جنگ سے جس قسم کی مایوسی ہو رہی تھی اسمیں غلبہ روم کا کسے یقین ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ وہ باتیں ہیں جو خدا کے مرسل پر کھلے کھلے الفاظ میں آج سے چھ سال پہلے ظاہر ہُوئیں اور جو واقعاتِ زمانہ نے آج لفظاً اور معناً پوری کر دیں۔ سنہ ۱۹۰۴ء کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز مجریہ قادیان اور ایسا ہی سنہ ۱۹۰۶ء کے اسی رسالہ میں ذیل کے

الہام شائع ہوئے :-

غُلبت الرُّوم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون

(روم والے ایک نزدیک کی سرزمین میں مغلوب ہو جاوینگے اور پھر مغلوب ہونے کے بعد غلبہ پاوینگے)

کیا پہلے روم کا مغلوب ہونا - اور پھر بعد میں غلبہ حاصل کرنا صاف اور بیّن الفاظ میں نہیں بتلایا گیا؟ ان الہامی الفاظ میں دو ٹکڑے ہیں - اس کا پہلا ٹکڑا روم کی مغلوبیّت اور دوسرا ٹکڑا اُس کے غلبہ کی طرف اشارہ کرتا ہے - کیا پہلا ٹکڑا پورا نہیں ہو گیا اور دوسرے ٹکڑے کے پورا ہونے کی امیدیں نہیں لگ رہیں؟ اور انشاء اللہ یہ حصہ پیشگوئی کا بھی پورا ہو کر رہیگا +

خدارا اے انصاف پسند دوستو! سوچو اور غور کرو - خواہ تمہارا کوئی بھی مذہب ہو آخر **دیانت امانت** اور انصاف تم سب کا **مشترک مذہب** ہے - میں آپ کی اسی دیانت امانت اور انصاف کو اپیل کرتا ہوں - فیصلہ کرنے کو تو یہ چند پیشگوئیاں ہی کافی ہیں - لیکن اگر تم چاہو تو میں تم کو ہزار در ہزار پیشگوئیاں سُنا سکتا ہوں - جو اس **مُرسل یزدانی** کے مُنہ سے نکلیں اور وقت پر پُوری ہوئیں - پر کیا اے ہوشمندو! یہ پیشگوئیاں صرف اسلئے کی گئیں - کہ تم ان پیشگوئیوں کے کرنے والے کے کمال اور فضیلت کو اسی طرح مان لو جیسے کہ دُنیا کے کسی بڑے بھاری منجم مہندس یا کسی سائنس دان یا کسی صاحب کمال کے کمال کو تم مانا کرتے ہو - یا ان کی یہ غرض تھی کہ ان کو دیکھ اور سن کر تم اُس خدائے قدّوس کی طرف جُھک جاؤ کہ جس کے وجود پر تم کو عملاً کوئی ایمان نہیں جس کی یاد اب تم میں نہیں - اور جس کو بھول کر تم جادۂ اعتدال سے بہت دُور چلے گئے ہو - کیا اس وقت کُل دُنیا میں اور خاص کر ہندوستان میں ظلمت - جہالت بے ایمانی بددیانتی سیہ کاری اور اباحت کی کالی گھٹا نہیں چھائی ہوئی؟ کیا آج کل کی

انسانی تربیتیں اور کل یونیورسٹی کی تعلیمیں بجائے مہذب الاخلاق بنانے کے ہمیں کج اخلاقی اور پست فطرتی کی طرف نہیں لے جا رہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تعلیم نے ہم کو رذیلہ کاموں سے ایک حد تک بچا دیا۔ لیکن کیا ہم میں اسی تعلیم نے ملمع کاری پیدا نہیں کر دی۔ اور مہذّب سے مہذب پیرایہ میں اس وقت لوٹ گھسوٹ۔ ڈکیتی۔ حق تلفی۔ قوم فروشی نہیں ہو رہی کیا تم میں وہ شفقت علیٰ خلق اللہ ہے جو خاصہ انسانیت ہے۔ کیا ہم کریمانہ شعار رکھتے ہیں کیا دروغگوئی۔ بیوفائی غداری۔ دغا۔ فریب۔ منافقت۔ لفظ پالیسی کے جامہ میں مہذب سے مہذب دنیا نے جائز نہیں کر رکھا۔ کیا ڈپلومیسی جو ایک اعلےٰ فن ہے۔ جھوٹ اور کذب کا دوسرا نام نہیں۔ کیا تم گھنٹوں جو تقریر کیا کرتے ہو اُس میں تم خود ایک لفظ پر ایمان بھی رکھتے ہو یا یہ سب کچھ وقت کا ہی کھیل ہوتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ تم جہلا کی طرح کھلے بندوں جرائم پیشہ نہیں ہو۔ لیکن حق تو یہ ہے کہ اس جماعت کے جرائم سوسائٹی کے لئے اس قدر مضر نہیں تھے جیسے کہ تمہارا اُٹھتے کے اندر شکار کھیلنا ملک اور قوم کو تباہ کر رہا ہے۔ یہ ملک ہندوستان جس میں ہندو مسلمانوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آج ان دو معزز قوموں کے باہمی نفاق سے نمونہ دوزخ ہو چکا ہے۔ کیا ہندو عدالتیں مسلمانوں کی اور مسلمان عدالتیں ہندوؤں کی تباہی میں کوشاں نہیں۔ العیاذ باللہ جس ملک کی عدالت کا یہ حال ہو اُس کی آج بھی تباہی ہے اور کل بھی۔ الغرض میں کس کس بدی کا نام لوں جو اس وقت دنیا اور خاصکر ہندوستان میں پیدا نہیں ہو گئی۔ اور یہ سب کچھ کیوں؟ یہ اِس لئے کہ ہم نے خدا کو بھلا دیا۔ ہم سے خدا کی یاد جاتی رہی۔ عزیزو! یاد رکھو خدا کی ہستی پر کامل ایمان اور اُس کی عملاً یاد ہی ایک نعمت ہے جو تم کو جادۂ اعتدال پر چلا کر تمہاری زندگی کو بہشتی زندگی کر سکتی ہے۔ تم ہندو ہو یا

مسلمان تمہارے بزرگ اگر نیک اعمال اور نیک اخلاق رکھتے تھے تو اُس وقت اور اُس حد تک جب وہ خدا یاد تھے۔ الغرض یہ وقت وہ ہے جب خدا کی یاد زمانہ سے اُٹھ گئی ہے اور زمانہ نے تاریک سے تاریک کل جگ کو دیکھ لیا ہے۔ لیکن اے مقدس تاریخ کے پڑھنے والو! کیا اس کل جگ کے زمانہ میں پرمیشر اپنی مخلوق پر رحم نہیں کیا کرتا۔ کیا یہ وہی وقت نہیں جب خدا کے اوتار دنیا میں آکر دنیا کے ظلمانی بوجھ ہلکا کرتے ہیں۔ اچھا مذہبی تاریخ کو جانے دو کیا یہ امر تاریخ دنیا نے ثابت نہیں کیا کہ سیہ کاری اباحت اور لامذہبی خدا کی یاد کے چھوڑنے پر ہی وقتاً فوقتاً دنیا نے دیکھی ہے۔ اور کیا دنیا میں وہ کریم النفس انسان جنکو دنیا نے اوتار یا نبی یا حکیم یا ناموس یا بدھ کر کے پکارا ہے وہ ایسے ہی وقتوں میں زمانہ نے پیدا نہیں کئے جیسے کہ ہمارا زمانہ ہے۔ اِن سب بزرگواران نے خدا کی طرف سے اپنا آنا ظاہر کیا اور ایک خاص طریق پر خلقت کو چلانا چاہا کہ جس کو خدا کی طرف سے انہوں نے بتلایا اب اگر یہ ایک تاریخی صداقت ہے اور ہمارا زمانہ بھی اُسی قسم کا زمانہ ہے۔ جب ایسے لوگ اُٹھا کرتے ہیں تو پھر ایسے انسان سے ہمارا زمانہ کیوں خالی رہے۔ اے پراچین دھرم سناتن کے پرستارو! اُن زمانوں کو یاد کرو جب پاپ اِس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ دھرتی زیادہ پاپ کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتی اور وہ چلا کر پرمیشر سے پرارتھنا کرتی ہے کہ اب وہ آپ ہی اوتار لیکر اُس کی پیٹھ سے پاپ کو دور کرے کیا ہمارا سماں (وقت) اُسی قسم کا سماں نہیں؟ تو پھر کیوں وشنو بھگوان اوتار لیکر ہم پر دیا نہیں کرتے۔ یہی وقت تو اُن کے تشریف لانے کا تھا۔ کیا پیارے کرشن نے ۱۰۱ برے زمانہ میں دوبارہ آنے کا وعدہ نہیں کیا تھا اور اب اگر ادہرم اور ناستک چال اپنے کامل رنگ میں دنیا پر حکومت کر رہی ہے تو وہ رودہر گوپال اپنے ست بچن کو کیوں پورا نہیں کرتا۔ اور اے عیسائی قوم! تو کب تک خواب غفلت میں پڑی رہیگی۔

اُٹھ اور جاگ یہ دولتمندی۔ یہ ثروت جو تجھے آج حاصل ہے اور جسے تیرے مذہب کے منّاد اپنی صداقت کا ایک نشان سمجھ رہے ہیں۔۔ یہی دولتمندی اس بات کا ثبوت ہے کہ تو رُوح اور راستی سے بہت دُور چلی گئی ہے۔ کیونکہ وہ بہشت جس کی خوشخبری تیرے مناد دُنیا کو دے رہے ہیں۔ اِس میں ایک دولتمند آدمی کا داخل ہونا ایسا ہی مشکل ہے جیسے ایک اونٹ کا سوزن کی آنکھ سے گذرنا یہ تیرے خداوند کا فتویٰ ہے جس کے ماتحت دولت اور نجات ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی کیا اگر تیرے خداوند کے منہ بولے الفاظ درست ہیں تو تیری موجودہ ثروت و دولتمندی ہی اس بات کا ثبوت نہیں اور لاکھ دلیل کی ایک دلیل نہیں کہ تم سب کے سب اپنے اُوپر بہشت کو حرام کر چکے ہو اور جن بالوسی معتقدات کو تم ہاتھ میں لئے ہوئے ہو وہ سب کے سب غلط ہیں۔ آخر تم کو اس خطرناک غفلت سے جگانے کے لئے ہی تمہارے، خداوند نے دوبارہ آکر تم کو کہنا نہ تھا کہ تم تو اپنے آپ کو میرے تعلق دار ظاہر کرتے ہو ۔ پر میں تم کو نہیں جانتا کیا اُستاد نے جو اپنے دوبارہ آنے کا وقت بتلایا تھا وہ نہیں آچکا کیا کل زمین جنگوں سے نہیں بھر گئی۔ کیا قوموں پر قومیں نہیں چڑھ آئیں۔ کیا ستارے نہیں ٹوٹ چکے۔ کیا آفتاب اور ماہتاب سیاہ نہیں ہو چکے۔ کیا دنیا میں مری نہیں پڑ چکی۔ کیا قحط اور وبائیں نہیں آچکے۔ اور اگر یہ سب باتیں ہو چکی ہیں تو پھر وہ تو دوبارہ آجانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اُس نے ایسا ہی کہا تھا۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کے قصے کو یاد کرو اور اپنے خداوند کے دوبارہ آنے کی حقیقت اُسی قصے میں تلاش کرو۔ اور یاد رکھو اگر خدا کے مرسلوں کا دوبارہ آنا ایلیا کے دوبارہ آنے کی طرح یوحنا کی شکل میں نہیں ہوسکتا تو پھر تمہارے خداوند کی خدائی اور یسوع کا موعود ہونا بھی خاک میں مل جاویگا۔ یہ حقیقت وہ ہے کہ جو خود تمہارے خداوند نے

سمجھائی اور اپنے دعوے کی بنیاد اس پر رکھی یعنے خدا کے بندوں کے متعلق جب
دوبارہ آنے کا وعدہ ہوتا ہے تو وہ ایک دفعہ مر کر پھر زندہ نہیں ہوتے بلکہ
اُن کا کوئی مثیل اور اُن سے روحانی مماثلت رکھنے والا آتا ہے۔ اِسی طرح میں
اپنے برادران اسلام سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا وہ نشانات پورے نہیں
ہوگئے جو تمہارے آنے والے مہدی کے ظہور کے ساتھ وابستہ تھے۔ کِس قدر ظلم
ہے کہ محض ایک خدا کے بندے کی مخالفت پر اور اس خیال سے کہ کہیں
اُس کے دعاوی کی تائید نہ ہو جاوے تمنے اُس مخبر صادق علیہ الصلواۃ والسلام
کی بیشمار پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو قبول نہ کیا کہ جن کو اگر تم غیر مسلم دنیا
کے آگے پیش کرتے تو اُس خاتم النبین صلعم کی صداقت .... کا ایک بھاری سے
بھاری ثبوت ہوتا۔ خدا تعالےٰ نے تم کو یہ نعمت دی اور تم نے اُسے رد کیا۔
جاؤ کل انبیا سابقہ کی پیشگوئیوں کو دیکھو اور غور کرو اور پھر اُن کو اُن پیشگوئیوں
سے ملاؤ جو حضرت خاتم النبین علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے مہدی موعود کے متعلق
فرمائیں اور پھر دیکھو اُس انبیاؤں کے شہنشاہ ؑ کا کِس قدر صحیح کشف اور سچا
عِلم تھا۔ وہ کہتا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں ایک ہی رمضان میں رمضان کی
تیرھویں اور اٹھائیسویں کو کسوف خسوف ہوگا وہ ۱۸۹۵ء میں ہو چکا وہ کہتا ہے
کہ ذوالسنین ستارہ اُس کی آمد پر ظاہر ہوگا اور یہ وہ ستارہ تھا جو مسیح ناصری
کی پیدائش پر طلوع ہُوا تھا وہ بھی طلوع ہو چکا۔ وہ فرماتا ہے کہ مہدی کے
نشانوں میں ایک یہ نشان ہوگا کہ مشرق سے ایک آگ نکلے گی جس کا نشان
آسمان پر رہیگا۔ بلاد مشرقیہ میں سے جاوا میں وہ آگ نکلی اور چھ ماہ تک
برابر آسمان کے مشرقی چہرہ کو خوں ناب کرتی رہی۔ آپ نے کہا تھا کہ اُس زمانہ
میں حج بند ہوگا۔ ایسا ہی ہُوا۔ میرے آقا صلعم نے بتلایا تھا کہ اُس زمانہ میں طاعون ہوگی

اور گرون اور بُن ران پر دُنبل کی مرض سے لوگ ہلاک ہونگے طاعون پیدا ہو گئی اور اپنی خطرناک ہلاکت سے مخبر صادقؐ کی پیشگوئی پر مہر لگا گئی۔ حضورؐ والا نے ارشاد کیا تھا کہ وہ زمانہ غلبہ نصاریٰ کا زمانہ ہوگا۔ اب تم کس اور غلبہ کا انتظار کر رہے ہو۔ وہؐ فرماتے تھے کہ مسلمانوں کی حالت اس وقت ہر نہج سے تباہی کو پہنچ جاویگی۔ اب خدارا تم ہی بتلاؤ کوئی اور کونسا درجہ تباہی کا باقی ہے جس کی تم کو ابھی خواہش ہے کیا ارض حجاز میں ریل نے چلکر اونٹنیوں کو بیکار نہیں کیا اور اونٹنیوں کا بیکار ہونا علامات مہدی میں ایک علامت نہ تھی؟ کیا عام طور سے سود خواری شروع نہیں ہو گئی۔ اور سود بذات خود ایک تجارت نہیں بن گیا؟ کیا عورتوں نے ایسا لباس پہننا شروع نہیں کر دیا کہ جس لباس کو پہننے کے باوجود وہ برہنہ کی برہنہ نظر آویں؟ کیا ایک ہی گھر میں باپ کا بیٹے سے اور بیٹے کا باپ سے اور بھائی کا بھائی سے جدا مذہب نہیں ہو گیا۔ کیا عورتوں نے مردوں کا شعار اور مردوں نے کرزن فیشن میں عورتوں کی وضع اختیار نہیں کر لی۔ کیا عورتوں نے وعظ اور تلقین مذہب شروع نہیں کر دی! کیا وہ سواری نہیں پیدا ہو گئی جس کے متعلق بتلایا گیا تھا کہ آگ و پانی سے چلے گی۔ وہ اگر صبح مشرق میں ہوگی تو شام کو مغرب میں نظر آویگی وہ جس طرف جاویگی آبادی ہی آبادی لیجاویگی۔ اُس کے ساتھ ساتھ ایک بادل (دھواں) جاوے گا۔ وہ مختلف مقامات پر ٹھہر کر ایسی آواز دے گی کہ جس سے مسافروں کو اُس کی آمد و رفت کی اطلاع ہو جاوے۔ یہ وہ باتیں تھیں جو دنیا کے ایک ہی زبردست صحیح اور سچے انکشاف پانے والے مخبر صادقؐ نے ایک آنے والے مسیح اور مہدی کے لیئے بتلادیں وہ سب کی سب پوری ہو گئیں۔ اسے پیارے بھائیو! جو مسلمان کہلاتے ہو اس نعمت کی قدر کرو۔ کرشنؑ مسیحؑ اور محمدؐ (صلعم) ان نبیوں نے

آنے والے کی خبر دی۔ پھر دیکھو پہلے دو بزرگواروں نے اُس آنے والے کے جو نشانات بتلائے وہ بھی درست نکلے۔ لیکن اُن میں کسی قدر عمومیت تھی۔ کرشن تو صرف لامذہبی کا زمانہ اُس کا نشان ٹھہراتا ہے۔ مسیح کسی قدر اُس سے واضح کہتا ہے لیکن وہ بھی۔ مری۔ زلازل۔ وباؤں جنگوں کا جمع ہو جانا ہی علامتیں بتلاتا ہے اور ان میں بھی ایک عمومیت کا رنگ ہے۔ ہاں کامل سورج گرہن کا ہونا بھی اُس کے بتلائے ہوئے نشانوں میں ایک نشان کسی قدر معین اور مشخص حالت میں ہے وہ پورا ہو چکا۔ لیکن محمدؐ (امی وابی فداک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اگرچہ اُن باتوں کو بھی دہراتا ہے جو کرشن اور مسیح نے کہیں۔ لیکن اُن کے علاوہ وہ تو کچھ اس قسم کا نقشہ کھینچ دیتا ہے کہ جیسے وہ خود ہمارے زمانہ میں موجود تھا۔ یہ حج کا بند ہونا۔ یہ طاعون کا پیدا ہونا۔ یہ اونٹنیوں کا بیکار ہو جانا یہ رمضان کی تیرہ اور ۲۸ کو ایک ہی ماہ میں سورج اور چاند گرہن کا ہو جانا۔ ذوالسنین ستارہ مشرق کی آگ اور پھر ریل کا صحیح اور سچا نقشہ اور خصوصاً یہ فرمانا کہ وہ زمانہ کچھ ایسا رواداری کا زمانہ ہوگا کہ ایک ہی چھت تلے باپ کا بیٹے سے اور بیٹے کا باپ سے مذہب جدا ہوگا کیا ایسی زبردست رواداری کا زمانہ کسی کے وہم وگمان میں آج سے ایک صدی بھی پہلے آسکتا تھا۔ پھر آپ کا فرمانا کہ عورتیں کچھ اس قسم کا لباس پہنینگی جو لباس پہنکر بھی برہنہ نظر آئیں گی۔ پھر یہ کہنا کہ عورتیں تجارت کرینگی اور منبروں پر چڑھکر تلقین مذہب کریں گی اور مرد عورتوں کا شعار اختیار کریں گے اور دنیا کے پیشوں میں ایک پیشہ جھوٹی شہادت دینا بھی ہو جاویگا۔ یہ تو وہ باتیں ہیں کہ جن کو پیشگوئی کی صورت میں کسی اور جگہ تلاش کرنا ایک بے سود کوشش ہے اور یہ وہ امور تھے جو ہم آج ایک زمانہ کے سامنے پیش کر کے بڑے زور کے ساتھ مطالبہ کرتے کہ بتلاؤ اگر عرب کا نبیؐ عالم الغیب سے علم پاکر

بولنے والا نہیں تو پھر وہ یہ پیش از وقت صحیح اور درست باتیں کس طرح بتلایا گیا جو آج تیرہ صد برس بعد لفظاً معناً پوری ہوئیں۔ یہی ایک امر صدہا نہیں ہزارہا منصف مزاج غیر مسلموں کو رہ راست پر لانے کا باعث ہو جاتا۔ لیکن مصیبت تو یہ آ پڑ گئی کہ یہ سب کے سب واقعات جن کے متعلق نبی مکرمؐ نے نبوتیں کیں وہ ایک موعود کے ظہور کے ساتھ وابستہ تھے۔ جس کا نام مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود۔ اور مہدی موعود رکھا تھا۔ افسوس علما جو دین کے خادم تھے اُنہوں نے اِن باتوں کو زمانہ سے پوشیدہ اِس لئے رکھا کہ کہیں قادیان کا پیشوا واقعی مسیح اور مہدی نہ مانا جاوے جسکے حق دعوٰے کی اِن باتوں کے ظہور سے تائید ہوتی ہے اور یہ امور اُس کے مؤیدات نہ ٹھہر جاویں۔ الغرض وہ باتیں پوری ہوئیں جو کرشن نے اور مسیح نے اپنی آمد ثانی کے متعلق اور دنیا کے نجات دہندہ اور ایک ہی شفیع المذنبین خاتم النبین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے آنے والے کے متعلق بتلائیں وہ وقت آگیا اور اِس ملک ہندوستان میں جو متضاد عناصر کا مجموعہ ہو کر اپنی اصلی طاقتوں کو ضائع کر رہا ہے۔ ایک مقدس انسان پیدا ہُوا۔ وہ ہندو بھائیوں کے لئے کرشن اور عیسائیوں کے لئے مسیح اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہو کر آیا۔ وہ دنیا کیلئے ایک نذیر تھا۔ پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ پر خداوند خدا زبردست حملوں سے اُس کی صداقت کو منوائیگا۔ وہ زبردست حملے جس کی پیشگوئی دنیا کو ڈرانے کے لئے ۱۸۹۲ء میں ہوئی۔ طاعون۔ زلازل۔ قحط۔ اور دیگر آفات سماوی کے رنگ میں ظاہر ہوئے۔ لیکن زمانہ نے ابھی تک غفلت نہ چھوڑی۔ زمانہ نے تاریخ کو دُہرایا۔ ایک رسول آیا۔ لیکن ہیہات۔ ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن (دنیا میں جب کبھی رسول آیا لوگوں نے اُسے مذاق میں اُڑا دیا) کیا کوئی سعید ہے جو اِن باتوں پر غور کرے۔ اور خدا کے نور کو قبول کرے

اے بنگال تجھ میں بہت ذہین اور طباع انسان ہیں۔ تجھ میں پنجاب سے کہیں زیادہ مذہبی زندگی ہے۔ تجھ میں وہ تعصب اور تنگ دلی نہیں جس کا تختہ مشق یہ پنجاب ہو رہا ہے۔ ہمنے تیرے گھر میں آکر دین اسلام کی صداقتیں تجھے سنادیں اور آج تیری خوشی کے وقت یہ تحفہ ہم تیرے پاس بھیجتے ہیں۔ جب تیری مایوسی کی کوئی حد نہ رہی۔ جب تو اپنی کل ایجی ٹیشنوں اور شورشوں میں ناکام رہا۔ جب حکام بالادست نے تجھے تقسیم بنگال کے متعلق مایوس کردیا۔ اُس وقت خدا کے مرسل نے تجھے تشفی دی۔ اور تجھے اطلاع دی کہ خود بخود گورنمنٹ تیری دلجوئی کا سامان کرے گی۔ دیکھ وہ لفظ آج پورے ہوئے۔ وہی حکم جس سے تیری دِل شکنی ہوئی۔ اُسی حکم کی ترمیم ہوئی اور یہ اِس لئے کہ تیری دلجوئی ہو۔ کیا خدا تعالےٰ کے بولے ہوئے وہ الفاظ کہ

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُن کی دلجوئی ہوگی"

پورے نہیں ہوئے۔ اور اب اگر پورے ہوچکے ہیں تو پھر تو بھی بالمقابل اپنی عقیدت اور ارادتمندی کا ہدیہ اُس مقدس انسان کے آگے پیش کر جو تیری مایوسی کے وقت تیری خوشی کا باعث ہوا۔ تجھ میں جو عیسائی ہیں اُن کا وہ مسیح ہے جو مسلمان ہیں اُن کے لِئے مہدی اور جو پراچین مذہب کے سناتنی ہیں اُن کے لِئے کرشن اور رودر گوپال۔

بالآخر ہم اپنے دوست پادری ٹامس ہاول بشیر پاسٹر لاہور کی خدمت میں

عرض کرتے ہیں کہ وہ اِس رسالہ کو پڑھے وہ اپنے رسالہ رافع الافترا میں حضرت مرزا صاحب کی نبوتوں کا ثبوت مانگتا ہے وہ اِن نبوتوں پر غور کرے جو جاپان - ایران - ٹرکی - جنگ اٹلی و ٹرکی - اور بالآخر بنگال کے متعلق اُس کے خداوند کے مثیل اور ہمسر نے کیں - اور پھر اُن نبوتوں پر بھی غور کرے - جو دنیا کے زبردست مخبر صادق صلعم نے فرمائیں اور ہم اُس کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ یسوع کی نبوتوں میں سے ایک بھی نبوت ہمیں بتلاوے جس میں عمومیت کا رنگ نہ ہو اور جس میں ایسی صفائی - ایسی تعیین ہو جیسے کہ اُن پشگوئیوں میں ہے جو ہمنے مسیح موعود کی آمد کے متعلق لکھی ہیں - لیکن یاد رکھئے - فان لم تفعلوا ولن تفعلوا الآیۃ وما علینا الا البلاغ المبین +

خواجہ کمال الدین بی - اے - ایل ایل بی وکیل

احمدیہ بلڈنگس - ع - یز منزل - نولکھا - لاہور

۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

اُسوۂ حَسَنہ

الموسوم بہ

زندہ اَور کامل نبی

وہ لیکچر جو محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڈھ میں

خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب نے دیا

یہ کتاب بفضلہٖ تعالیٰ کچھ ایسی مقبول خاص و عام ہوئی ہے ۔ کہ تاریخ اشاعت سے اس کو صرف ڈھائی ماہ گذرے ہیں ۔ آج تک ڈھائی ہزار کے قریب باہر جا چکی ہے ۔ اور اب تک مانگ جاری ہے ۔ چونکہ اس سے کوئی ذاتی مفاد مدّنظر نہیں ۔ بلکہ یہی غرض ہے ۔ کہ یہ سلسلۂ تصنیف جاری رہے ۔ اور برادران سلسلہ کو فائدہ پہنچے ۔ اسلئے اب اس کی قیمت نصف کر دی گئی ہے ۔ پانچ آنہ کے ٹکٹ بھیجنے پر کتاب بذریعہ ڈاک پہنچ سکتی ہے ۔ جس میں ایک آنہ محصول ڈاک ہے + ضخامت ۱۳۴ صفحہ ہے ۔ اور اعلےٰ درجہ کے ولائتی چکنے کاغذ پر نہایت خوشخط چھپی ہے +

شیخ نور احمد ایجنٹ

خواجہ کمال الدین وکیل احمدیہ بلڈنگس لاہور